الحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

"عشرہ مُبشرہ کے واقعات"

عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(۱) ابو بکر جنّتی ہیں، (۲) عمر جنّتی ہیں، (۳) عثمان جنّتی ہیں، (۴) علی جنّتی ہیں، (۵) طلحہ جنّتی ہیں، (۶) زبیر جنّتی ہیں، (۷) عبد الرحمن بن عوف جنّتی ہیں، (۸) سعد بن ابی وقاص جنّتی ہیں، (۹) سعید بن زید جنّتی ہیں، (۱۰) ابو عبیدہ بن الجراح جنّتی ہیں۔ (رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ) (ترمذی، کتاب المناقب، ۲/۲۱۶، حدیث: ۳۷۶۸)

حکایت (01): "بڑے بن کر بھی نیکی نہ چھوڑو"

خلیفہ (حاکم۔ caliph) بننے سے پہلے حضرت ابُو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے پاس چھوٹی چھوٹی بچیاں اپنی بکریاں لے کر آتیں، آپ ان کو خوش کرنے کے لیے بکریوں کا دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو خلیفہ بنایا گیا تو محلے کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں، آپ ہمیں دودھ نکال کر نہیں دیں گے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا: کیوں نہیں! اب بھی میں تمہیں دودھ نکال کر دیا کروں گا اور مجھے اللہ پاک کے کرم سے یقین (believe) ہے کہ تمہارے ساتھ اسی طرح رہوں گا جیسا پہلے تھا۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ ان بچیوں کو دودھ نکال دیا کرتے تھے۔

(تھذیب الاسماء واللغات، ۲/۴۸۰)

اس واقعے سے سیکھنے کو چند باتیں ملیں، پہلی (1st) یہ کہ جب ہم کوئی نیکی کرنا شروع کریں تو اُسے کسی بھی وجہ سے کرنا نہ چھوڑیں۔ **دوسری (2nd) بات یہ کہ** ہماری باتیں اور کام ایسے ہوں جو مسلمانوں کا دل کا خوش کریں، ایسے نہ ہوں جس سے اُن کے دل دُکھیں۔

تعارُف(Introduction):

مسلمانوں کے پہلے(1^{st})خلیفہ(حاکم-caliph)اور جنّتی صحابی،امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام"عبد اللہ"،کُنیت(kunyah)"ابو بکر"اور لقب(title)"صدیق"ہے۔آپ کے والد کا نام"عثمان"

اور والدہ ماجدہ کا نام"سلمٰی"ہے۔(معجم کبیر ۴/۱۱۴)آپ،آپ کے والد،والدہ،بیٹے،بیٹی سب صحابی اور صحابیہ تھے (رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ)بلکہ آپ کی شہزادی بی بی عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا تو اُمُّ المؤمنین(یعنی ہماری والدہ)ہیں کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا سے نکاح فرمایا(یعنی شادی کی تھی)۔

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔22 جمادی الاخری،13 سنِ ہجری کو انتقال ہوا۔حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔(طبقاتِ کبریٰ،۳/۱۵۴،الریاض النضرۃ،۱/۲۵۸)حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:جس شخص کی صحبت(یعنی ساتھ ہونے)اور(اُن کے)مال نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ اُبوبَکر بِن اِبی قُحافَہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل(یعنی دوست)بناتا تو اُبوبَکر کو بناتا لیکن اسلام کی محبت قائم(ہو چکی)ہے۔(بخاری،،حدیث:۳۹۰۴،۲/۵۹۱)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(02): "چھوٹے چھوٹے ہی رہیں، مگر کام بڑے بڑے کریں"

ایک مرتبہ حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے خود ہی لوگوں سے ایک آیتِ مبارکہ کی تفسیر پوچھی (یعنی قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا)، جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو کم عمر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عرض کیا: اس بارے میں میرے ذہن میں کچھ ہے۔ تو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اُنہیں محبت دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے بھتیجے (یعنی میرے بھائی کے بیٹے)! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ اور خود کو چھوٹا نہ سمجھو۔

(بخاری، کتاب تفسیر القرآن، ۳/۱۸۵، حدیث: ۴۵۳۸)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کوئی بڑا سوال کرے اور آپ چھوٹے ہوں لیکن آپ کو جواب معلوم ہو تو "خود کو چھوٹا سمجھ کر" جواب دینے سے مت رُکیے، اگر آپ کا جواب غلط ہوا تو آپ کو صحیح جواب معلوم ہو جائے گا، تب بھی فائدہ آپ ہی کا ہے۔

تعارُف (Introduction):

مسلمانوں کے دوسرے (2^{nd}) خلیفہ (حاکم-caliph) اور جنّتی صحابی، امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام "عُمَر"، اور لقب (title) "فاروقِ اَعْظَم" ہے۔ (الاصابۃ، ۴/۱۴۵، اسد الغابۃ، ۳/۳۱۶) حضرت اَبُو بَکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ بنے۔ آپ نے بڑے بڑے کام کیے جو کہ بہت سی کتابوں میں لکھے گئے ہیں، چھبیس (26) ذُو الحِجۃ الحرام کی صبح ایک آگ کی عبادت کرنے والے شخص نے آپ پر فجر کی نماز کے دوران حملہ (attack) کر کے بہت زخمی کر دیا، چند دن بعد آپ شہید ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ پہلی (1^{st}) محرّم الحرام 24 سنِ ہجری **خاتَمُ النَّبِیِّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر شریف کے قریب صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی قبر شریف کے ساتھ دفن کیے گئے۔

(طبقات ابن سعد، ۳/۲۶۶-۲۸۲، ۲۸۱- تاریخ ابن عساکر، ۴۴/۴۲۲، ۴۶۴)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عمر جنّتی ہیں۔ (صحیح ابن حبان، جزء: ۹، ۶/۱۸، حدیث: ۶۸۴۵) **حدیث شریف کی اہم (Important) کتاب "بخاری شریف" میں ہے: خلیفہ ولید بن عبد الملک نے جب روضہ مُنوَّرہ**

(جہاں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ، حضرت ابُو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت عُمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مزارات ہیں،وہاں) کی دیوار گری تو لوگ اُس کو بنانے لگے، (دیوار کھودتے وقت) **ایک پاؤں ظاہر ہوا** تو حضرت عروہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے کہا: یہ حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا پیر مبارک ہے۔ (بُخاری شریف ج۱ ص۴۶۹ حدیث ۱۳۹۰ ملتقطاً) سُبْحَانَ اللّٰہ! ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کی کیا شان ہے کہ انتقال کے بعد قبر شریف میں بھی جسم صحیح ہے(کوئی فرق نہیں آیا)۔

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(03): ”اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں“

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں سے لکڑیاں اُٹھا کر لا رہے تھے حالانکہ کئی غلام بھی موجود تھے(پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا،مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ کسی نے عرض کی: آپ نے یہ لکڑیاں اُٹھائی ہوئی ہیں اپنے غلام سے کیوں نہیں اُٹھوائیں؟ فرمایا: (غلام سے) اُٹھوا تو سکتا تھا لیکن میں اپنے آپ کو آزما(check کر) رہا ہوں کہ میں (اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے) اس کام کرنے کو پسند کرتا ہوں یا نہیں! (کراماتِ عثمانِ غنی، ص۱۰ ملخصاً)

اس واقعے سے سیکھنے کو ملا کہ ہمیں بھی اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت بنالینی چاہیے، ہماری یہ عادت گھر کے سب لوگوں کی خوشی کرنے والی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

تعارُف(Introduction):

مسلمانوں کے تیسرے(3^{rd}) خلیفہ(حاکم-caliph) اور جنّتی صحابی، امیرُ المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا نام ”عثمان“، اور لقب(title) ”ذو النورین(دو نور والا)“ ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پہلی (1^{st}) مُحرَّمُ الحرام 24 سنِ ہجری کو خلیفہ بنے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے دور میں

اَفریقہ، مُلکِ روم کا بڑا علاقہ اور کئی بڑے شہر اسلامی ملک بن گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی خلافت (caliphate) بارہ (12) سال رہی۔ 18 ذُوالحِجَّۃِ الحرام 35 سنِ ہجری میں جمعہ کے دن روزے کی حالت میں تقریباً 82 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ (الریاض النضرۃ، ۲/۶۷) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع (جو کہ مدینے پاک میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن کیا گیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، ۷/۱۹۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:

خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عثمان جنّتی ہیں، ان کا رفیق (یعنی ساتھی) میں خود ہوں۔ (الریاض النضرۃ، ۱/۳۵)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت (04): "نیکی کے کام میں دوسروں کی مدد کریں"

ایک دن حضرتِ علی المرتضیٰ، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم میرے سامنے بیان نہیں کر سکتے جسے میں سنوں؟ انہوں نے عرض کی: مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو دیکھتے ہوئے بیان کروں۔ شیر خدا، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے یہ سنا تو امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی ہمت (courage) بڑھانے کے لیے ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں سے وہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو نہ دیکھ سکیں۔ پھر امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ لوگوں میں بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ آپ کی آواز سُن رہے تھے۔ امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے بہت اچھا بیان کیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، ۵/۵۲۴)

اس سچے واقعے سے یہ درس (lesson) ملا کہ اگر کسی بڑے کے سامنے بھی نیکی کی دعوت یا درس و بیان کرنا پڑے تو اللہ پاک کی رضا کے لیے ہمیں ایسا کرنا چاہیے اور اس وقت بڑوں کو بھی چھوٹوں پر شفقت کرنی چاہیے۔

تَعَارُف (Introduction):

مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ (حاکم۔caliph) ، جنّتی صحابی، اہلِ بیتِ مُصطفٰی، قادریوں کے پیشوا، امیرُ المومنین حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا نام "علی" اور لقب (title) "اَسَدُ اللہ (شیرِ خدا)" ہے۔ حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے انتقال کے بعد آپ مسلمانوں کے چوتھے (4th) خلیفہ بنے۔ 40 سنِ ہجری میں 17 یا 19 رمضان کو فجر کی نماز میں کسی نے حملہ کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بہت زخمی (very injured) ہوئے اور 21 رمضانُ المبارک اتوار کی رات اپنی زندگی کے 63 سال گزار کر شہید ہوئے۔ نمازِ جنازہ بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے پڑھائی، مشہور یہی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی قبرِ مبارک نجفِ اشرف (عراق) میں ہے۔ (طبقات ابن سعد، ۳/۲۷)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

فرامینِ خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

(1) "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (المستدرک، ۴/۹۶، حدیث: ۴۶۹۳)

(2) بے شک اللہ پاک نے مجھے چار (4) لوگوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے (پھر جو نام بیان فرمائے ان میں سے ایک نام حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا بھی تھا)۔ (ترمذی، ۵/۴۰۰، حدیث: ۳۷۳۹)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت (05): "نماز تو ایسے پڑھنی چاہیے!"

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بہت توجہ کے ساتھ (یعنی اچھے انداز سے) نماز پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور قریب ہی آپ کا بچّہ تھا، چھت سے ایک سانپ اُس کے قریب گر پڑا۔ لوگوں نے "سانپ سانپ" کہہ کر شور مچایا اور اس سانپ کو مار دیا۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ اسی

طرح نماز پڑھتے رہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۴/۴۶۴) یعنی نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ لوگوں کے شور وغیرہ کا پتا ہی نہیں چلتا تھا۔

یہ سچا واقعہ ہمیں درس دیتا ہے کہ ہمیں نماز پوری توجّہ کے ساتھ ادا کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔ یہی انداز ہمیں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کی زندگی سے ملتا ہے۔ یہ دینی مسئلہ بھی یاد رکھیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: نماز میں دو (2) کالی چیزوں سانپ (snake) اور بچھو (scorpian) کو قتل کر دو (احمد، ابوداؤد) عُلماء فرماتے ہیں: اگر نمازی، نماز میں سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے۔ (اگر اس طرح مارا کہ نماز ٹوٹ گئی تو نماز) دوبارہ پڑھنی ہوگی مگر یہ شخص نماز توڑنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔ (مُلخصاً مراۃ، جلد ۲، ص ۲۲۹)

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی پھوپھی (یعنی والد صاحب کی بہن) حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا کے بیٹے اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کے داماد (یعنی حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی، حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیوی) ہیں۔ (کرامات صحابہ، ص ۱۲۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کی شان:

حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کے والد **دنیا میں جنّت کی بشارت پانے والے صحابی حضرت زبیر بن عوام** رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ اور والدہ "حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا ہیں۔ آپ بہت بہادر اور نماز و روزہ سے محبت کرنے والے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زُبیر رَضِیَ اللہ عنہ سترہ (17) جُمادی الاولیٰ 73 سنِ ہجری کو شہید ہوئے۔ (تہذیب الاسماء، ۱/۲۷۴، ۳، طبقات الکبریٰ، ۸/۲۰۱)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت (06): "اللہ کا کرم ہوگیا"

حضرتِ عبدُالرّحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بہت امیر (rich) صحابی تھے۔ ہجرت (یعنی مکّہ شریف سے مدینہ پاک جانے) کا حکم ملنے کے بعد جب حضرتِ عبدُالرّحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ مکّہ پاک میں اپنا تقریباً سب مال چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ شریف میں پہنچے تو پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوسرے مہاجرین (مکّے شریف سے مدینہ پاک آنے والے صحابہ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کی طرح ان کا بھی ایک انصاری (مدینے پاک میں رہنے والے) صحابی حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ساتھ بھائی چارے (brotherhood) کا تعلق بنا دیا (یعنی اب یہ دونوں ساتھ رہیں گے)۔

حضرت سعد بن ربیع انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ مال دار (wealthy) تھے، آپ نے اپنے مہاجر بھائی حضرت عبدُالرّحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے لیے اپنا آدھا مال دے دیا۔ حضرت عبدُالرّحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے اپنے بھائی کی اس پیشکش (offer) سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور فرمایا: اللہ آپ کو برکت دے، میں آپ کے مال سے کچھ نہ لوں گا، بس آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ یعنی میں خود اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمانا چاہتا ہوں۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے آپ کو بازار کا راستہ بتایا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے گھی اور پنیر (cheese) کا کاروبار شروع کر دیا تو اللہ پاک نے آپ کے مال میں برکت پیدا فرمادی۔ (بخاری، حدیث:۲۰۴۸، ج۲/ ۴ ملتقطاً) اور آپ پھر امیر (rich) ہو گئے۔

اس حدیثِ پاک سے یہ سیکھنے کو ملا کہ ہمیں ہر حال میں اللہ پاک پر یقین (sure) رکھنا چاہیے جیسا کہ حضرت عبدُالرّحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے کیا۔

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت عبدُالرّحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی والدہ کا نام "حضرت شفا بنتِ عَوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا" ہے۔ حضرتِ عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ، عمر میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تقریباً دس (10) سال چھوٹے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ۳/ ۹۲) آپ کا انتقال 31 یا 32 سنِ ہجری میں ہوا، انتقال کے وقت آپ کی عمر 72 یا 75 سال تھی۔ (معجم کبیر، حدیث:۲۶۲، ج۱، ص۱۲۸) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ میں سے ایک ہیں کہ

جنہیں ایک ساتھ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنّت کی خوشخبری سنائی۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود حضرت عبدُالرّحمٰن رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے فرمایا: اے عبدُالرّحمٰن بن عوف! تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔ (مسلم بشرح النووی، جزء:۲، ۳/۱۷۲)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی

حکایت(07): "سات لاکھ میں سے ایک ہزار بچ گیا"

ایک بار حضرت طلحہ بن عبیدُاللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے ایک زمین سات لاکھ درہم (چاندی کے سکّے۔ silver coins) میں بیچ (sell کر) دی۔ (الزہد للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۷۸۳، ص۱۶۸) تو پریشان اور بے چین ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی زوجہ نے عرض کی: آج آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا کہ مجھے یہ پریشانی ہے کہ جس بندے کی راتیں اللہ پاک کی عبادت کرتے ہوئے گزرتی ہوں، اُس کے گھر میں اتنا مال موجود ہو تو وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کیسے حاضر ہو گا؟ تو آپ کی زوجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے بڑے اَدَب سے عرض کی: اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ آپ اپنے غریب دوستوں کو کیوں بھول رہے ہیں؟ صبح ہوتے ہی انہیں بلا کر یہ سارا مال ان میں بانٹ (distribute کر) دیں اور ابھی اللہ پاک کی عبادت میں رات گزاریں۔ نیک بیوی کی یہ بات سن کر آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ دل خوش ہو گیا اور آپ نے فرمایا: آپ واقعی نیک باپ کی نیک بیٹی ہیں۔

یاد رہے! کہ یہ نیک باپ کی نیک بیٹی امیر المؤمنین حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی پیاری شہزادی اُمِ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا تھیں۔ صبح ہوتے ہی حضرتِ طلحہ بن عبیدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے سارا مال باٹنا (distribute کرنا) شروع کر دیا اور اس میں سے کچھ حصّہ امیر المؤمنین حضرتِ علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو بھی بھیجا۔ پھر آپ کی زوجہ حاضر ہوئیں اور عرض کی: کیا اس مال میں گھر والوں کا بھی کچھ حصّہ ہے؟ تو فرمایا: آپ کہاں رہ گئی تھیں، چلیں جو

باقی بچ گیا ہے وہ سب آپ لے لیں۔ فرماتی ہیں کہ جب بقیہ مال(rest of the money)کا حساب کیا تو (سات لاکھ میں سے)صرف ایک ہزار(1000)درہم(سکّے۔coins)ہی رہ گئے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۷ طلحہ بن عبید اللہ، ج۳، ص۱۹۔ مفہوماً)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ حضرتِ طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اپنی ضرورت کے لئے بھی کچھ بچا کر نہ رکھتے بلکہ غریبوں کو دے دیتے۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس(10)صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ میں سے ایک(1) ہیں کہ جنہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری(good news)سنائی۔ ایک مرتبہ **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: اے طلحہ! یہ جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں قیامت کی پریشانیوں میں آپ(یعنی حضرت طلحہ)کے ساتھ ہوں گا اور آپ(یعنی حضرت طلحہ)کو ان(قیامت کی پریشانیوں)سے بچاؤں گا۔(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس، ج۲، الجزء الرابع، ص۲۵۴)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

آپ کو شہادت(یعنی جنگ میں قتل ہونے کی وجہ سے انتقال کرنے)کے بعد بصرہ کے قریب دفن(buried)کر دیا گیا۔ کسی وجہ سے، حضرت عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما سے مسئلہ پوچھ کر اور اجازت لے کر حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے مبارک جسم کو پرانی قبر سے نکال کر نئی قبر میں دفن کرنے کے لیے نکالا گیا۔ کافی وقت گزر جانے کے بعد بھی اَلْحَمْدُلِلّٰہ آپ کا جسم شریف بالکل صحیح، سلامت تھا۔(اسد الغابۃ طلحۃ بن عبید اللہ، ج۳، ص۸۷ ملخصاً، داراحیاء التراث العربی بیروت) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے جسم قبروں میں بھی صحیح رہتے ہیں۔

حکایت(08):   ”ماں کی سو(100)جانیں“

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار(باتیں ماننے والے obedient) تھے۔ہر حکم مانتے اور کبھی اپنی ماں کی نافرمانی(disobedience)نہ فرماتے تھے۔آپ کی ماں غیر مسلم تھی اور اپنے دین پر سختی سے عمل کرتی تھی۔جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کی غیر مسلم ماں بہت پریشان ہوئی اور کہنے لگی: اے میرے بیٹے! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا؟ تو نے آج تک کبھی میری نافرمانی نہیں کی! اب تو میری یہ بات بھی مان اور اسلام چھوڑ دے، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں نہ تو کھاؤں گی اور نہ پیوں گی، بھوکی پیاسی (hungry and thirsty)مر جاؤں گی ۔ میری موت تیری وجہ سے ہوگی اور لوگ تجھے ماں کا قاتل(killer) کہئیں گے۔یہ کہہ کر واقعی(really)اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا، دھوپ میں بیٹھ گئی، اور کچھ نہ کھانے پینے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی۔

سُبْحٰنَ اللہ! قربان جایئے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی اللہ پاک اور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبّت پر، ماں کی یہ حالت(condition)دیکھ کر بھی آپ ایمان(faith) پر ہی رہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عشق ومحبت بھرے انداز میں گویا یوں فرمایا: اے میری ماں! اگر کوئی دنیاوی بات ہوتی تو میں ہر گز تیری نافرمانی(disobedience) نہ کرتا مگر یہ معاملہ(case) اللہ پاک کے دین اور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبّت کا ہے، تیری ایک جان تو کیا اگر سو(100) جانیں بھی ہوں اور ایک(1) ایک کر کے سب قربان کرنا پڑیں تو سب کو قربان کر دوں مگر دینِ اسلام اور اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نہیں چھوڑوں گا۔“(تفسیر البغوی، العنکبوت، تحت الایۃ:۸، ج۳، ص۳۹۶ماخوذا) اب تمھاری مرضی ہے کہ کھانا کھاؤ یا نہیں، جب ماں نے یہ بات سنی تو اُس نے کھانا کھالیا۔(ابن عساکر، حرف السین، ذکر من اسمہ سعد، ۲۰/۳۳۱ملخصاً)

اس سچے واقعے سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ والدین کی بہت اہمیّت(importance) ہے،

دنیاوی کام (جو شریعت نے منع نہیں کیے) میں اُن کی بات فوراً مانی جائے اگرچہ غیر مسلم ہوں (مثلاً کھانا مانگیں تو دیں، دوائی منگوائیں تو لا کر دیں)۔ اگر والدین کسی دینی لازم کام (جیسے: فرض، واجب یا سنّت مؤکدہ) کو کرنے سے روکتے ہوں تب بھی وہ کام کریں گے (اور اب والدین کی بات نہیں مانیں گے) یا کسی گناہ (مثلاً فلم دیکھنے، گانوں کے پروگرام میں جانے) کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں مانیں گے لیکن اُن کے ساتھ کسی طرح کی بد تمیزی (rudeness) بھی نہیں کریں گے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ پاک کی نافرمانی کے کاموں میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ (صحیح مسلم، ج۳، ص۱۴۹۶، حدیث ۱۸۴۰)

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری (good news) سنائی۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **کی شان:**

حضرت سالم بن عبدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ ایک دن ہم پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس دروازے سے ابھی ایک جنّتی شخص آئے گا۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس دروازے سے حضرتِ سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اندر آئے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الحدیث: ۳۷۱۰۸، ج۱۳، ص۱۸۰)

حکایت (09): "دین سے محبّت"

مکّے شریف کے غیر مسلم اس بات سے بڑے پریشان تھے کہ اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے ایک سردار (chief) نے کہا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ

یہ کہ جو شخص اسلام کی طرف بلاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے۔ یہ سن کر تمام لوگ کہنے لگے کہ اسلام کو پھیلانے والے (حضرت) مُحمَّد بن عبداللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) ہیں، لیکن انہیں شہید کرنا آسان نہیں۔ فوراً ایک بہادر آدمی (brave man) کھڑے ہوئے اور کہا: **"یہ کام میں کروں گا"۔** تمام لوگ حیران (surprise) ہوئے لیکن سب کو یقین (believe) تھا کہ یہ شخص ایسا کرسکتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی طاقت اور بہادری میں بہت مشہور (famous) تھے۔ پھر وہ بہادر شخص (brave man) تلوار (sword) لے کر اس بُری نیّت سے اپنے گھر سے نکلے۔ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے آگیا، اس نے پوچھا: خیریت ہے! تلوار لیے کہاں جارہے ہیں؟۔ بہادر شخص نے کہا: میں (حضرت) مُحمَّد بن عبد اللہ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کو (مَعَاذَ الله! یعنی اللہ پاک کی پناہ) شہید کرنے جارہا ہوں۔ اس آدمی نے کہا: پہلے اپنے گھر کو تو دیکھ لیں، تمہاری بہن اور اُسکا شوہر (یعنی بہنوئی) دونوں مسلمان ہوچکے ہیں۔

یہ سنتے ہی وہ بہادر غصّے سے اُن کے گھر پہنچ گئے، جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو اُنہوں نے اپنی بہن اور بہنوئی دونوں پر غصّہ کرتے ہوئے پوچھا: کیا تم دونوں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں چلے گئے ہو؟ اور غصّے میں بہن و بہنوئی دونوں کو مارنا شروع کر دیا اور بہت مارا۔ پھر وہاں موجود قرآنی آیتوں کو دیکھ کر کہنے لگے: یہ کیا ہے؟ بہن نے کہا: یہ اللہ پاک کا کلام **"قرآن مجید"** ہے، آپ ناپاک ہیں اِسے ہاتھ نہیں لگاسکتے، ہاں غسل کرلیں پھر اسے پکڑ سکتے ہیں۔ اُنہوں نے غسل کیا اور پھر پڑھنے لگے تو یہ آیت سامنے آگئی، ترجمہ (Translation): **بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔** (پ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۴) (ترجمہ کنز العرفان) یہ پڑھ کر اُن کی سوچ بدل گئی اور وہ پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس جاکر مسلمان ہوگئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۱۱، سیرت سید الانبیاء، ص۱۰۳ مفھوما)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک اور نبیِ پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی محبّت کی بہت برکتیں

ہیں اور اسی محبّت کی وجہ سے انسان، ہر حالت (condition) میں اسلام ہی پر رہتا ہے بلکہ اس کی برکت سے دوسروں کو بھی فائدہ ملتا ہے جیسا کہ اس واقعے سے پتا چلا کہ جو اپنی بہن کو دین سے دور کرنے آئے تھے وہ خود مسلمان ہو گئے۔

تَعارُف(Introduction):

مسلمان ہونے والا بہادر شخص امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہ، قرآنِ پاک کو پکڑنے سے روکنے والی آپ کی بہن اُمِّ جمیل حضرت فاطمہ بنت خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اور دین اسلام کی محبّت میں مار کھانے والے جنّتی صحابی حضرت **سعید بن زید** رَضِیَ اللہُ عَنْہ تھے۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

جنّتی صحابی، حضرت سعید بن زید رَضِیَ اللہُ عَنْہ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں ایک ساتھ **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنّت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سعید بن زید جنّتی ہیں اور جنّت میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے رفیق (یعنی ساتھی) ہونگے۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۵) پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب اپنا نبی ہونا لوگوں کو بتایا تو یہ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (الاصابۃ، حرف السین المھملۃ ملخصًا)

حکایت (10): "بہت بڑی مچھلی"

حضرتِ جابِر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں، ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہم (تین سو لوگوں) کو قبیلہ (tribe) قُریش کی طرف بھیجا اور حضرتِ ابو عُبَیدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو ہمارا سِپہ سالار (یعنی نگران) بنایا اور ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بھی دی۔ حضرتِ ابو عُبَیدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ ہمیں (روزانہ) ایک ایک کھجور دیتے، ہم اس کو چُوستے جس طرح بچّہ چُوستا ہے اور اُوپر سے پانی پی لیتے۔ تو اُس دن اور رات تک کے لیے، یہی کھانا

ہوتا۔ ہم دَرَختوں سے پتّے گراتے اور انھیں پانی میں ڈال کر کھا لیتے ۔ مزید فرماتے ہیں کہ جب ہم سَمُندر(sea)کے قریب سے گزرے تو ہمیں ایک بہت ہی بڑی مچھلی نظر آئی۔ وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ ہم تین سو(300)لوگ ایک مہینے تک اُسے کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم صحت مند(healthy)ہوگئے۔ مزید کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس کی آنکھ کے گڑھے (یعنی سوراخ) سے مٹکے بھر بھر کر چَربی(fat)نکالتے اور ہم اُس (مچھلی) سے گائے جتنے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹتے۔ (اس مچھلی کی آنکھ کا سوراخ اتنا بڑا تھا کہ) تیرہ(13) آدمی اس کی آنکھ کے گڑھے میں بیٹھ گئے۔ ایک مہینے بعد ہم نے اس کے خشک گوشت (dried meat)کے ٹکڑے سفر میں ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضِر ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس مچھلی کے بارے میں بتایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ رزق تھا جو اللہ پاک نے تمہارے لیے پَیدا کیا۔ کیا تمہارے پاس اُس گوشت میں سے کچھ ہے؟ (اگر ہو تو) ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے حضُورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس (مچھلی) کا گوشت بھیجا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس میں سے کھایا۔

(صحیح مسلم ج۲ص۷۴۱رقم الحدیث ۱۹۳۵، مُلخصاً)

حدیثِ پاک میں موجود واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ اللہ پاک کی راہ میں جو بھی سفر کرتا ہے، اللہ پاک کی اس پر خوب رَحمتیں ہوتی ہیں، مصیبتوں میں آسانیاں ہو جاتی ہیں ۔ ہر مسلمان کو صَحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْھُم کی کوششوں(efforts) سے سبق(lesson)حاصل کرتے ہوئے، دین کے کام کے لیے کوششیں کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس(10) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم میں سے ایک(1) ہیں کہ جنہیں **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری(good news)سنائی۔ آپ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (الریاض النضرہ، ج۲، ص۳۴۶)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **کی شان:**

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر اُمّت میں ایک امین (یعنی امانت والا) ہوتا ہے اور اس اُمّت کے امین (یعنی امانت والے) ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، الحدیث: ۳۷۴۴، ج ۲، ص ۵۴۵) علماء فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین (یعنی امانت والا) ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے۔ سارے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ امانت والے ہیں مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اوّل نمبر امانت دار۔(مراٰۃ المناجیح، ج ۸، ص ۴۴۷)